ڈاکٹر سید علی انور

قیام پاکستان اور دو قومی نظریہ

مملکت خداداد پاکستان کا قیام جہاں دست قدرت کا ایک عظیم عطیہ ہے وہاں یہ عہد حاضر کا ایک محیر العقول واقعہ بھی ہے کہ کس طرح ایک محکوم قوم نے جو عرصہ دراز سے ظالم اور جابر آقاؤں کے ظلم وستم کی چکی میں پس رہی تھی ۔ایک مفکر حکیم الامت کے فلسفہ خودی سے آگاہی حاصل کر کے ایک عظیم مدبر اور بے باک سیاستدان کی قیادت میں ، ایک مختصر سے عرصہ میں غلامی سے نجات حاصل کر لی ۔

پاکستان ایک نظریاتی مملکت ہے اور اس کا قیام ''دو قومی نظریہ'' کی بنیاد پر عمل میں آیا۔ لہٰذا اس کے معرض وجود میں آنے پر ہندوستان (جس کے مسلم اکثریت کے صوبوں کو علیحدہ کر کے پاکستان کا نام دیا گیا تھا) کے ہندوؤں اور سکھوں کو بے حد دلی صدمہ پہنچا اور ان کے غیظ وغضب کی انتہا نہ رہی ۔ بس پھر کیا تھا؟ انہوں نے مسلمانوں پر منظم اور بے شمار اجتماعی حملے کیے یہاں تک کہ زمین خون مسلم سے رنگین ہوگئی ۔ دریاؤں کے پانی سرخ ہو گئے ۔ مسلمانوں کے گھر دن دیہاڑے لوٹے اور نذر آتش کیے گئے ۔بچے، بوڑھے ،مرد تہہ تیغ کیے گئے ۔عورتیں اغوا کر کے بربریت کا نشانہ بنائی گئیں اور جور وستم کے وہ پہاڑ توڑے گئے کہ چنگیز اور ہلاکو خان کے قصے بھی معمولی نظر آنے لگے ۔

مجاہدوں کے حسین لشکر ،خلوص و عزم و یقین کے پیکر
خدا کی تائید بازوؤں میں،دلوں میں ایک تازہ ولولہ ہے
خدا کے باغی کا خون بہانا، خدا کے رستے میں سر کٹانا
نڈر ہیں ،بے باک ہیں،جری ہیں، یہ ان کا محبوب مشغلہ ہے

Scanned by CamScanner

پاکستان کا اسلامی تشخص اور فکری اساس ہی اقوام عالم میں ایک منفرد ریاست کے طور پر اس کی شناخت ہے۔ تحریک پاکستان میں مسلمانوں کو آگ اور خون کا سمندر پار کر کے کامیابی حاصل ہوئی ۔ اس کی وجہ سے دنیا کی تاریخ کی سب سے بڑی ہجرت عمل میں آئی ۔ سرحدوں کے تعین کی وجہ سے ایک کروڑ سے زیادہ انسان پناہ گزیں ہوئے ۔'' دو لاکھ کے قریب قتل ہوئے ۔''(۱)

تحریک پاکستان کو سمجھنے کے لیے متحدہ ہندوستان کے تاریخی پس منظر کو جاننا ضروری ہے۔ مسلمانوں نے ہندوستان پر ایک ہزار سال حکومت کی۔'' تابعین کے دور (۹۳ ہجری) میں محمد بن قاسم نے راجہ دہر کو شکست دے کر سندھ فتح کیا۔''(۲) جب مسلمان تاجر جنوبی ہند کے ساحلی علاقوں میں آئے تو مقامی لوگوں نے اسلام کو زیادہ روشن خیال اور ترقی یافتہ پایا اور جوق در جوق دائرہ اسلام میں داخل ہونے لگے ۔(۳) محمد بن قاسم کے ۲۵۰ برس بعد غزنوی خاندان (۱۰۲۶ء تا ۱۱۷۹ء) نے اسلامی تہذیب اور ثقافت کے جڑیں مضبوط کرنے کے لیے اہم کردار ادا کیا۔(۴)

۱۱۷۹ء سے لے کر ۱۵۲۶ء تک غوری ،غلامان ، خلجی، تغلق اور لودھی خاندان کی حکومت رہی۔ ۱۵۲۶ء میں ظہیر الدین بابر نے مغلیہ حکومت کی بنیاد رکھی ۔(۵) جو کہ ۱۸۵۷ء تک قائم رہی، مسلمان حکمرانوں کے زمانے میں کئی صوفیا کرام ہندوستان آئے اور اس خطے میں اسلام کو مزید تقویت ملی۔

مغلیہ خاندان کے زوال کے دوران انگریزوں کی آمد سے پہلے ۱۷۴۹ء میں پرتگیز یہاں قدم جما چکے تھے ۔اس زمانے میں فرانسیسیوں اور ڈچوں نے حریفوں کی صورت میں ۱۵۰ سال تک ایک دوسرے کو پچھاڑنے کی کوشش کی ۔ بالآخر انگریز کامیاب ہوئے ۔(۶) ۱۸۵۷ء میں متحدہ ہندوستان براہ راست تاج برطانیہ کے تحت آ گیا۔ ۱۹۴۵ء میں جنگ عظیم دوم کے اختتام پر مسلمانوں اور ہندوؤں کی طرف سے علیحدہ وطن کا مطالبہ

Scanned by CamScanner

زور پکڑ گیا اور برطانیہ کے آخری وائسرائے لارڈ مونٹ بیٹن کو تقسیم ہند کا اعلان کرنا پڑا۔(۷)

نوے سالہ دور میں انگریزوں نے اپنا سیاسی تسلط مستحکم رکھنے کے لیے جاگیرداری سسٹم کی بنیاد رکھی۔ انگریزوں نے عام مسلمانوں کو ہر شعبے میں پسماندہ رکھنے کی کوشش کی، تعلیم، زمیں، ملازمت، مسلمانوں کے پاس کچھ بھی نہ تھا۔(۸)

چودھری اکرم علی اختر کہتے ہیں (مسلمانوں کی شان میں)

انہی کے دم سے بہائے ملت، انہی کے دم سے بقائے ملت
انہی کی ضربت سے ربع مسکوں میں حزب باطل کا خاتمہ ہے
میں ان کے اسرار کیا بتاؤں میں ان کی رفتار کیا بتاؤں
زمیں سے عرش بریں تک ان کے فقط دو قدموں کا فاصلہ ہے (۹)

انگریز مسلمانوں کو بے جان اقلیت بنانے پر اس لیے تلے ہوئے تھے کہ مسلمان عالمی برداری میں تھے۔ بیشتر اسلامی ممالک اس وقت برطانیہ کے زیر نگیں تھے۔ انہیں یقین تھا کہ جب مسلمانوں کو دنیا کے کسی حصے میں تکلیف پہنچے گی تو دنیا میں دوسری جگہ مسلمان ان کی حمایت میں اٹھ کھڑے ہوں گے۔

حافظ محمد ابراہیم ایسے اعلیٰ صفت مسلمانوں کے بارے میں کہتے ہیں۔

رجال للحوادث لاتلین
وعلم ایدالفتح المبینا
فلسنا منهم و الشرق عان
اذا لم نكفه عنت الزمان (۱۰)

ترجمہ: مرد ایسے تھے جو مصائب میں نرم نہیں پڑتے تھے اور علم ایسا تھا جس نے واضح فتح کو ثابت کر دیا۔ پس ہم ان میں سے نہیں ہیں کہ اگر مشرق مصیبت زدہ ہوا اور ہم اس کو

Scanned by CamScanner

زمانہ کے فساد سے نہ بچا سکیں۔(۱۱)

علامہ اقبال بھی مسلمان کے فلسفہ زندگی کو اسی قسم کے خیالات و جذبات سے تعبیر کرتے ہیں۔ آپ اپنی کتاب 'پیام مشرق' میں ''سرود انجم'' (ستاروں کی آواز) کی صورت میں مسلمان کی گردش و حرکت کو ہی زندگی قرار دیتے ہیں۔

ہستی ما نظام ما
ہستی ما خرام ما
گردش بے مقام ما
زندگی دوام ما
دور فلک بکام ما
ے نگریم و ے رویم (۱۲)

ترجمہ: ہمارا نظام ہماری زندگی ہے۔ ہمارا گردش کرتے رہنا ہی ہماری زندگی ہے۔ بغیر کسی منزل کے ہماری گردش دراصل ہماری زندگی کی پائندگی کا باعث ہے۔ ہمارا مقصد حیات آسمان کی گردش کرتے رہنا ہے۔ جو ہم دیکھ بھی رہے ہیں اور چلتے بھی جا رہے ہیں۔(۱۳)

مسلمانوں کے آپس میں اس قسم کے جذبات اور قوت ایمانی سے بھرپور احساسات کے خدشات کے پیش نظر انگریزوں نے مسلمانوں کو سیاسی اور معاشی میدانوں میں پیچھے کی طرف دھکیلنے کی کوشش کی۔ دوسری طرف انہوں نے ہندو قوم کی سرپرستی کی۔ ہندوؤں نے تیزی سے انگریزی کلچر اپنانا شروع کیا۔ جب کہ مسلمانوں نے ان کی ثقافت کا بائیکاٹ کیا۔(۱۴)

ہندو تقریباً ایک ہزار سال تک مسلمانوں کے زیر اقتدار رہے تھے۔(۱۵) ان کے ذہنوں میں اپنے مذہب کو زندہ کرنے اور مسلمانوں سے ہزار سالہ شکست کا بدلہ لینے کا جذبہ کارفرما تھا۔ وہ چاہتے تھے کہ کچھ بھی ہو جائے آئندہ سیاسی نظام میں مسلمانوں کو

Scanned by CamScanner

باعزت مقام نہ مل سکے اور یہی سوچ اصل میں ہندو مسلم فسادات کی وجہ بنی جس کی وجہ سے ''بعد میں تحریک پاکستان ابھری۔''(۱۶)

پاکستان کی نظریاتی اساس کے تعین کے لیے قائداعظم سے پہلے مختلف شخصیات کے افکار بھی معروضی جائزہ لینا ضروری ہے۔جن کی کوششوں اور کاوشوں سے ارض پاکستان اور قیام پاکستان کے وجود میں آنے کی راہیں ہموار ہوئیں۔الگ وطن کے حصول کی سوچ عرصہ دراز سے مسلمان قوم کے دلوں میں جاگزیں تھی۔اس سلسلہ میں ''مجدد الف ثانی اور شاہ ولی اللہ کی خدمات کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔''(۱۷) سرسید احمد خان پہلے مسلمان رہنما تھے جنہوں نے یہ بات سمجھائی کہ ہندوستان میں ہندو اور مسلمان دو مختلف قومیں ہیں۔(۱۸) سرسید نے اصل میں ہندوستانی مسلمانوں کے مفادات وحقوق کے تحفظ کے لیے کوشش کیں۔ بقول قائداعظم ''علی گڑھ ہی اصل میں مسلم ہند(۱۹) کی اسلحہ گاہ ہے۔علی گڑھ سے اٹھنے والی آواز ہی اصل میں تمام ہندوستان کے مسلمانوں کی آواز ہوگی۔امیر علی بھی جنہوں نے کلکتہ میں سنٹرل نیشنل محمڈن ایسوسی ایشن قائم کی تھی انہی خیالات کے حامی تھے۔(۲۰)

دسمبر۱۹۳۰ء میں علامہ محمد اقبال نے خطبہ الہ آباد میں مسلمانوں کے لیے اقلیت کی بجائے کمیونٹی (Community) کا لفظ استعمال کیا۔(۲۱) اور پاکستان کا تصور پیش کیا۔ علامہ اقبال قائداعظم کے لیے فکر وعمل اور روحانی سہارے کی حیثیت رکھتے تھے۔ اس سے پہلے ۱۹۳۰ء ہی میں چودھری رحمت علی نے لندن کی گول میز کانفرنس میں مطالبہ پاکستان کے دلائل پیش کیے اور'' ہندوستان کے مسلمانوں کو مسلم نیشن(Nation) قرار دیا۔''(۲۲)

قائداعظم محمد علی جناح نے تقریباً تین عشروں (یہ زمانہ ۱۹۱۰ء تا ۱۹۴۰ء ہے) پر محیط عرصہ میں ہندو مسلم اتحاد کی کوششوں کے بعد دو قومی نظریہ پیش کیا۔ سیاسی زندگی

Scanned by CamScanner

کا ابتدائی دور انہوں نے ہندوستانی قومیت کے علم بردار کی حیثیت سے گزارا تا کہ ہندو مسلم مل کر انگریزوں کو ہندوستان سے نکال باہر کریں۔ ان کا مقصد یہ تھا کہ متحدہ ہندوستان کی آزادی کے معنی اس ملک میں رہنے والے ہر فرد کی آزادی ہوگی ۔ حالاں کہ ''کابینہ مشن پلان کے متعلق مسلم لیگ کی ورکنگ کمیٹی کے اندر پائے جانے والے تحفظات کے باوجود قائداعظم نے اسے قبول کرنے کا اعلان کر دیا۔'' (۲۳) اس پلان میں ابتدائی طور پر ایک کمزور مرکز کی گنجائش رکھی گئی تھی ۔ (۲۴)

۱۹۲۸ء میں کلکتہ کے اجلاس میں سر تیج بہادر سپرو کے اصرار کے باوجود پنڈت نہرو نے قائداعظم کی کم سے کم ترامیم بھی قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ (۲۵) کیا وہ نہرو کی رپورٹ پر آنکھیں بند کر کے دستخط کر دیتے؟ شروع میں تو کانگریس بھی مسلمانوں کی نمائندہ جماعت ہونے کا دعویٰ کرتی تھی۔ حالانکہ '' ۱۹۳۷ء کے انتخابات میں اسے مسلمانوں کی ۴۹۲ سیٹوں میں سے صرف ایک سیٹ پر کامیابی حاصل ہوئی تھی ۔'' (۲۶) اس سے ثابت ہوتا ہے کہ کانگریس پر مسلمانوں کا کوئی اعتماد نہ تھا۔ ان انتخابات کے نتیجے میں کانگریس حکومت نے سات صوبوں پر اڑھائی سال حکومت کی اور ثابت کر دیا کہ وہ صرف ہندوؤں کی برتری چاہتی ہے ۔ (۲۷)

کانگریسی عرصہ حکومت کے دوران اگر انہوں نے مسلم اکثریت والے صوبوں کے ساتھ منصفانہ سلوک کیا ہوتا تو مسلم اکثریتی گروپوں کے وفاق چھوڑنے کے امکانات ہی پیدا نہ ہوتے اور '' قائداعظم دو قومی نظریہ پیش کرنے پر مجبور نہ ہوتے ۔'' (۲۸)

ڈاکٹر روبینہ شہناز اپنے پی ایچ ڈی 'مقالہ' میں لکھتی ہیں ۔ ''۱۹۳۹ء میں فکر اقبال اور قائداعظم کی سیاست کے انداز سے مسلم نیشنل ازم کا لفظ متعارف ہوا۔'' (۲۹) موصوفہ اپنے مذکورہ مقالہ کے صفحہ ۹۶ پر پروفیسر جیلانی کامران کے حوالہ سے لکھتی ہیں کہ قائداعظم نے ۱۹۴۳ء میں آل انڈیا مسلم لیگ کے سالانہ جلسے میں اپنی صدارتی تقریر میں ہندو مسلم دو

Scanned by CamScanner

قوموں کے فرق کا اظہار کیا کہ ان میں اصل میں ''تہذیب اور کلچر کا فرق''(۳۰) ہے۔

''ہم دونوں (ہندوؤں اور مسلمانوں) کے درمیان قومی تفاوت نہ تو علاقائی نوعیت کی ہے اور نہ اس کو اقتصادی مقابلہ آرائی اور کشمکش ہی سے منسوب کیا جاسکتا ہے۔ ہم دونوں کے مابین تہذیب اور کلچر کا فرق ہے۔ مسلمانوں کے دور حکومت میں بلاشبہ ہم ایک ہی حکومت کے زیر نگیں تھے مگر ہم نے اپنے ہندو تہذیبی تشخص کو بہر صورت قائم رکھا، ہم نے اپنے مسلمان پڑوسیوں سے کئی باتیں اور کئی چیزیں پائیں اور کچھ اپنی جانب سے بھی انہیں دیا۔ مگر اس رابطے کے باوجود تصورات کی آمد و رفت ہمارے اداروں اور ہماری تہذیب کے خصوصی کردار کو توڑنے میں کامیاب نہ ہوسکی اور یہی خصوصی کردار وہ شے ہے جسے ہم اس زمانے میں نیشنل ازم کا نام دیتے ہیں۔ قومیت کا ایسا تصور محض ایک سیاسی اصطلاح نہیں بلکہ ہماری زندگی کا ہر شعبہ اس سے براہ راست متاثر ہے۔''(۳۱)

اسلامی اجتماعیت کے تصور کو ایک معاشرتی وحدت کے طور پر جدید مغربی تصور قوم سے مقابلہ کرنے کا خیال اقبال نے ارنسٹ رینان سے لیا۔

''ایک قوم ایک روح ایک روحانی اصول کا نام ہے۔ اس کا ایک قدم ماضی میں ہوتا ہے اور دوسرا حال میں۔ ایک طرف وہ یادوں کی مشترک ثروت مند میراث کی مالک ہوتی ہے اور دوسری طرف ایک دوسرے کے ساتھ رہنے کی گہری خواہش رکھتی ہے وہ ماضی سے ملنے والے ناقابل تقسیم ورثہ کی قدر و قیمت کے تسلسل کو جاری رکھنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ عظمت رفتہ کی مشترک تاریخ پر افتخار اور زمانہ

Scanned by CamScanner

حال میں ان کو جنم دینے کے خواہش رکھتی ہے جس نے مل کر ماضی
میں عظیم کارنامے انجام دیئے تھے اور اب اس سے زیادہ کارنامے
انجام دینے کی خواہش رکھتی ہے ایک قوم بننے کے لیے یہ ہیں وہ
بنیادی شرائط۔''(۳۲)

پھر یہی سکالر لکھتے ہیں:

''پس ایک قوم ایک عظیم استحکام کا نام ہے جو جذبہ ایثار سے وجود
میں آیا جس کا مظاہرہ ماضی میں کیا جاچکا ہے اور جس کے لیے
فرداب بھی پہلے سے کہیں زیادہ ایثار کے لیے تیار ہے۔''(۳۳)

مشترک زندگی عمل کو جاری رکھنے کی رضامندی اور گہری واضح خواہش اس میں پوشیدہ ہوتی ہے۔

''اگر اس معیار سے ہندوستان میں ہندو مسلم سیاسی گتھی کو پرکھا جائے تو یہ
ایک قوم نہیں بنی اس لیے نام نہاد ہندوستانی قوم میں جو تنوع ہے اسے
اس کی دو بڑی وحدتوں کے باہمی تعاون کی خاطر تسلیم کر لینا چاہے یعنی
ایک ''ہندو عصبی اجتماعیت دوسری مسلم عصبی اجتماعیت''(۳۴) اول الذکر
کے ثقافتی رشتے بدھ دینا میں جنوب مشرقی ایشیا اور مشرق بعید میں تھے
اور دوسری کے رشتے مشرق وسطی کے مسلمانوں میں تھے۔اس طرح
ہندوستان گویا ایشیائے صغیر تھا۔(۳۵)

یہ تھا دوقومی نظریہ کا اولین غیر معذرتی ادعا جسے سید احمد خان اور مولانا محمد علی جوہر نے بھی پیش کیا''اس سے ہندوستانی مسلم قوم کی علاقائی خودمختاری کی خواہش ومطالبہ کی تحریک شروع ہوئی۔(۳۶)

''یورپی جمہوریت کا اصول بغیر فرقہ وارانہ جماعتوں کے حقائق کو تسلیم
کیے ہندوستان پر منطبق نہیں کیا جاسکتا اس لیے مسلمانوں کا ہندوستان کے

Scanned by CamScanner

اندر اسلامی ہند کی تخلیق کا مطالبہ بالکل جائز ہے ۔ میں پنجاب مغربی
سرحد، سندھ اور بلوچستان کو ایک واحد ریاست میں مدغم دیکھنا چاہوں گا۔
سلطنت برطانیہ کے اندر یا اس سے باہر خودمختار حکومت اور شمال مغربی
ہندوستانی مسلم ریاست کا قیام میرے خیال میں کم سے کم شمال مغربی
ہندوستان کے مسلمانوں کا حتمی مقسوم ہے ۔(۳۷)

۱۹۳۶ء ۔ ۱۹۳۷ء میں اقبال اور جناح سیاسی تعلق سے ایک دوسرے کے زیادہ قریب آگئے ۔ اقبال نے محمد علی جناح کو سلسلہ خطوط کے ذریعہ اس نقطہ نگاہ کی اہمیت جتائی کہ ''ایک علیحدہ مسلم ریاست کا قیام ہی ہندوستان کے اندر امن کا ضامن اور مسلمانوں کے مسئلہ کا ممکن حل ہے ۔''(۳۸)

''ہندوستان میں مسلمانوں کی بقا کی خاطر ہندوؤں کے اکثریت
والے صوبوں میں رہنے والی مسلمان اقلیتوں کو مسلمانوں کے
اکثریت والے علاقوں پر مشتمل ایک علیحدہ اسلامی ریاست کے قیام
کے سلسلہ میں اپنے مفادات کو قربان کر دینا چاہیے ۔(۳۹)

مسلم ریاست کا اقتصادی ڈھانچہ ''سوشلسٹ جمہوریت'' کے نمونے کا ہوگا ۔(۴۰)

'' اقبال کے ان مکتوبات کے ''مقدمہ'' میں محمد علی جناح نے اس
بات کا اعتراف کیا ہے کہ'' اقبال کے نظریات نے بالآخر انہیں بھی
اسی نتیجہ پر پہنچایا کہ ایک علیحدہ مسلم ریاست (پاکستان) کا مطالبہ
بالکل درست ہے ۔''(۴۱)

چودھری اکرم علی اختر علامہ اقبال کے بارے میں لکھتے ہیں:

صور آزادی سے مردہ قوم کو زندہ کیا
لے کے ہونٹوں پر ''پیام'' دل نواز آیا تو

عجمیوں کے واسطے تحفہ میں دی تو نے ''زبور''
بہر ملت واقف راز و نیاز آیا تھا تو
عارف کامل کہوں صوفی کہوں یا میکسار؟
محرم اسرار! خود اک بن کے راز آیا تھا تو (۴۲)

علامہ محمد اقبال وہ شخصیت ہیں جنہوں نے اپنے پر زور کلام سے آزادی کی راہیں ہندوستان کے مسلمانوں کو دکھائیں۔ جو بعد میں ایک پاکستان کی صورت میں ہمیں نصیب ہوا۔(۴۳) اس سے متاثر ہو کر اکرم علی علامہ اقبال کے حضور عقیدت کے پھول ان شعری الفاظ میں نچھاور کرتے ہیں:

سوچتا اکثر ہوں میں تو نے ہمیں کیا کیا دیا؟
قوم کے مردہ بدن کو اک دل زندہ دیا
سینہ صد چاک بخشا، دیدہ بینا دیا
دل کو دھڑکن، خوں کو گرمی آہ کو شعلہ دیا
بزم ہستی میں ہمیں اک عزم سرتاپا دیا
رہ نشینوں کے دیا اک جذبہ منزل رساں
دیکھتے ہی دیکھتے منزل تلک پہنچا دیا
تو نے ملت کے جوانوں کو دیا درس خودی
غیرت قومی کا تو نے ان کو سرمایہ دیا
لب کو اعجاز مسیحا، ہاتھ کو ''ضرب کلیم''
بندہ مومن کو اک جذب جہاں آرا دیا
ڈھال کر ماضی کے سانچے میں ہمارے حال کو
ہاتھ میں اک صاف سا آئینہ فردا دیا

آ گئی اس آتش سوزاں کی زد میں کائنات
اک شرر تھا خاک میں تو نے اسے بھڑکا دیا
اک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لیے
عالم اسلام کو تو نے یہ سندیسہ دیا
چاندنی راتوں میں جب تنہا کبھی ہوتا ہوں میں
سوچنے لگتا ہوں میں تو نے ہمیں کیا کیا دیا؟ (۴۴)

۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کو مسلم لیگ کا ستائیسواں اجلاس قائداعظم کی صدارت میں منعقد ہوا۔ اس میں ایک قرار داد منظور کی گئی جو بعد میں ''قرار داد پاکستان'' کہلائی۔ (۴۵)

اس اجلاس میں متحدہ ہندوستان کے گیارہ صوبوں کے مسلم لیگی قائدین نے شرکت کی۔ اس قرار داد نے ہندوستان کے مایوس اور غیر منظم مسلمانوں کے دلوں میں عزم، ہمت اور قربانی کے جذبے کو اجاگر کر دیا۔ قائداعظم نے دو قومی نظریے کو پوری قوت اور استدلال کے ساتھ پیش کرتے ہوئے کہا۔

''ہندو اور مسلمان دو الگ قومیں ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ صدیوں اکٹھا رہنے کے باوجود مسلمان ہندو معاشرے کا حصہ نہیں بن سکے۔ ان کا مذہب، رہن سہن، ثقافت، تہذیب اور ادب ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔'' (۴۶)

قرار داد میں مطالبہ کیا گیا کہ ''جن علاقوں میں جغرافیائی طور پر ملحقہ علاقوں میں مسلمان اکثریت میں ہیں ان پر مشتمل آزاد اور خودمختار ریاستیں قائم کی جائیں۔ (۴۷) اور جن علاقوں میں مسلمان اقلیت میں ہیں ان کے لیے تحفظات مہیا کیے جائیں اور جن علاقوں میں مسلمان حکومتیں قائم ہوں گی وہ اپنی اقلیتوں کے مذہبی، سماجی، ثقافتی اور معاشی حقوق کی حفاظت کے لیے آئینی اقدامات کریں گی۔'' (۴۸) اس قرار داد میں جغرافیائی

Scanned by CamScanner

اعتبار سے شمال مشرقی اور شمال مغربی زونز کا ذکر کیا گیا تھا۔ اور زونل فیڈریشن کا نظریہ پیش کیا گیا تھا۔(۴۹) آل انڈیا مسلم لیگ نے قرار داد پاکستان کو وقت کے تقاضوں سے ہم آہنگ کرنے کے لیے" ۷ تا ۹ اپریل ۱۹۴۶ء کو دہلی میں ہندوستان بھر کے منتخب مسلم لیگی قانون ساز اسمبلی کے اراکین اور مقننہ کا کنونشن منعقد کیا۔(۵۰)

منیر الدین اپنے ایک مضمون میں لکھتے ہیں:

"متفقہ طور پر اسی کنونشن میں دو آئین ساز اسمبلیوں کی تشکیل کا مطالبہ کیا گیا۔ان میں سے ایک اسمبلی بھارت اور دوسری پاکستان کے لیے تھی ۔اس مطالبے میں دو آزاد مملکتوں کے قیام پر زور دیا گیا۔"(۵۱)

بی آر امبید کر لکھتے ہیں:

"محمد علی جناح کی آواز پر متحدہ ہندوستان کے عوام نے گرمجوشی سے لبیک کہا جولائی ۱۹۴۶ء میں دستور ساز اسمبلی کے لیے انتخابات ہوئے تو مسلم لیگ نے ۷۸ میں سے ۷۳ سیٹیں جیت لیں۔(۵۲)

بی پی ایس رے نے لکھا:

"مسلم لیگ کی اکثریتی جیت کے باوجود (۷۸ میں سے ۷۳ سیٹیں) کانگریس بضد رہی کہ اقتدار اسے منتقل کیا جائے۔"(۵۳)

پاکستان کے مطالبہ کی سرکاری تائید کے بارے میں دیکھا جائے تو پتہ چلتا ہے ۔مارچ ۱۹۴۲ء کرپس تجاویز کے تحت:

"پاکستان کے مطالبہ کو برطانوی حکومت کی سرکاری تائید بھی حاصل ہو گئی جو سر اسٹیفر ڈ کرپس کی ان تجاویز میں شامل تھی جو ہندوستان کی خود مختاری اور جنگ عظیم میں اس کی معاونت کے صلے میں پیش

Scanned by CamScanner

کی گئی تھیں۔''(۵۴)

بی سی جوشی کے مطابق:

''ہندوقیادت میں پہلی مرتبہ اس کی صحیح معنوں میں قدر و قیمت کا تعین سی۔ راج گوپال اچاریہ نے کیا اگرچہ ان کی یہ تجویز کہ ہندوستانی مرکزیت کے اندر مسلمانوں کی علاقائی خودمختاری تسلیم کر لی جائے، کانگریس نے رد کر دی۔''(۵۵)

بقول ابوالکلام آزاد:

''بعد میں راج گوپال اچاریہ کا یہی فارمولا گاندھی اور محمد علی جناح کے مابین ناکامیاب سیاسی مباحث کی بنیاد بنا۔''(۵۶)

۹ دسمبر ۱۹۴۶ء کو دہلی میں دستور ساز اسمبلی کا افتتاح ہوا تو مسلم لیگ کے تمام منتخب اراکین نے دستور ساز اسمبلی کا بائیکاٹ کیا۔(۵۷) لال کنہیا لکھتے ہیں:

'دراصل محمد علی جناح اس نتیجے پر پہنچ چکے تھے کہ اگر متحدہ ہندوستان ایک وحدت کی حیثیت سے آزاد ہوگیا تو مسلمان اقلیت میں ہی رہیں گے۔''(۵۸)

۱۱ دسمبر ۱۹۴۶ء کو سرونسٹن چرچل (۵۹) نے ایک بیان جاری کیا کہ ہندوستان میں عددی برتری کی بنیاد پر ہندو حکومت قائم کرنے کا نتیجہ سول وار ہوگا۔(۶۰)

اس وقت ہندوؤں کو احساس ہوا کہ انگریزوں کے پاس ہندوستان کو تقسیم کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ دریں صورت حال کے پیش نظر بقول سی منشرت۔

تین جون ۱۹۴۷ء کے دن کانگریس اور مسلم لیگ دونوں نے مونٹ بیٹن کی برصغیر ہندو دو آزاد وہمہ مقتدر مملکتوں، ہندوستان اور پاکستان، میں تقسیم کرنے کی تجویز کو قبول کرلیا۔(۶۱)

Scanned by CamScanner

مذہب کے ماننے والے ہیں ۔ان کے جینے اور مرنے کا طریقہ ایک ہے ۔ وہ حرام و حلال کا ایک سا معیار رکھتے ہیں۔ سودخوری، جوئے ،سور کے گوشت ،مردار خوری اور غیر ذبیحہ کو یکساں طور پر حرام سمجھتے ہیں ۔سلام و کلام کے ایک سے آداب رکھتے ہیں ۔ جھوٹی گواہی، یتیم کا مال غصب کرنا، فساد انگیزی ،کنبہ پروری اور بغض و حسد کو گناہ سمجھتے ہیں۔ تقسیم اموال، وراثت ،عدت اور رضاعت کے امور میں ایک سے قانون پر عمل کرتے ہیں۔ ماں باپ کی اطاعت بزرگوں کی فرمانبرداری ،بچوں کے ساتھ شفقت کو عبادت سمجھتے ہیں۔ مہمان نوازی کو مذہبی فریضہ گردانتے ہیں۔چوری ،ڈاکہ زنی ،اغوا، آبروریزی، تہمت ،غیبت اور عیب جوئی کے قریب آنا بھی گناہ سمجھتے ہیں۔

یہی وہ بنیادی اسباب وعوامل تھے جن کی بنیاد پر کبھی بھی مسلمانوں اور ہندوؤں نے اپنے آپ کو ایک قوم قرار نہ دیا۔ یہی وہ بنیادی قومی، مذہبی اور اخلاقی اختلافات تھے جو باہمی کوششوں کے باوجود بھی ختم نہ ہوسکے۔ آخر کار انہی وجوہات کی بنیاد پر ہی پاکستان ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو ہمارے پیارے وطن کی حیثیت سے معرض وجود میں آ گیا۔

نتیجہ بحث:

قیام پاکستان کے لیے لاکھوں قربانیوں کا نذرانہ پیش کرنا پڑا، ہزاروں عورتوں کے سہاگ ان کی آنکھوں کے سامنے اجڑے، لاکھوں معصوم جوانیاں خون کی نذر ہوئیں۔ ہزاروں بہنوں کے سر پر عصمت کی چادر سجانے والے جوان بھائی موت کی وادی میں دھکیل دیئے گئے ۔دریائے بیاس کے کناروں پر چلنے والے قافلے جو اپنے سفر ہجرت پر رواں دواں تھے مگر ان قافلوں کو لوٹا گیا ۔عورتیں چھین لی گئیں۔ شاعر ان کاروان کا تذکرہ یوں بیان کرتا ہے۔

تیرے ساحل پر حرم کے پاسباں لوٹے گئے
بے کس و مجبور، بر نوک سناں لوٹے گئے

Scanned by CamScanner

عورتیں چھینی گئیں، پیر وجواں لوٹے گئے
اور مسلمان کارواں در کارواں لوٹے گئے
تیرے ساحل پر لٹے عصمت کے موتی آبدار
چہرے افسردہ، جگر خوں، دل غمیں، چشم اشکبار (۶۵)
ہر طرف بکھرے ہوئے لاشے وہ بے گور و کفن
خون معصوماں سے رنگیں ہوئے کوہ و دمن
اف! شہیدوں کے وہ عریاں جسم باحال خراب
راہ حق میں جان دے کر ہو گئے وہ کامیاب (۶۶)

قیام پاکستان کے پیچھے پوری ایک کہانی پوشیدہ ہے۔ یہ ایک ایسی کہانی ہے جس کو پڑھ کر غلامی کی زندگی بسر کرنے والی انسانیت کو آزادی کی قدر و قیمت کا انداز ہوتا ہے۔ وہ غلامی سے آزادی تک کے سفر کا حال جانتی ہے۔ بدحالی سے خوشحالی بدامنی سے امن، مار دھاڑ سے پیار، لاقانونیت سے قانون کے احترام کا سبق سیکھتی ہے اور یہ سعادت بھی پاکستان کو اس لیے حاصل ہوئی کہ اس کی بنیاد عظیم کلمہ انقلاب پر رکھی گئی جس کا ''اقرار باللسان و تصدیق بالقلب'' کا ورد کرتے ہوئے ایک انسان مسلم کارواں میں شمولیت کا بانگ دہل اعلان کرتا ہے اور پھر آپس میں گلے شکوے، باہمی رنجشیں اور عدواتیں بھلا کر شیر وشکر ہوجاتا ہے، یہ اسلام کی ہی تاثیر ہے کہ وہ دوٹوٹے ہوئے دلوں کو جوڑ دیتا ہے۔ آپس میں محبت والفت کے جذبات کو فروغ دیتا ہے۔ یہ درس قرآن کا ہی اثر ہے جس نے تمام کلمہ پڑھنے والوں کو تسبیح کے دانوں کی طرح ایک ہی لڑی میں پرو دیا۔

ارشاد خداوندی ہے:

''واعتصمو ابحبل اللہ جمیعا ولاتفرقوا''

ترجمہ: اور سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوط پکڑ لو اور تفرقہ میں نہ پڑو۔ (۶۷)

قرآن مجید نے ہمیں فرقہ واریت کو ختم کر کے ایک ہونے کا درس دیا۔ مگر صد افسوس کہ صدیوں سے اکٹھی رہنے والی قوم باہمی انتشار واختلاف کا شکار ہونے لگی ۔ جگہ جگہ مذہبی اختلاف بڑھنے لگے جو اکثر اوقات خون کی ندیوں میں بدلنے لگے ۔ اس طرح ہماری اتحادی قوتیں کمزور ہوتی گئیں۔

ایک دوسری جگہ ارشاد الٰہی ہے:

''ولاتنازعوا فتفشلوا وتذهب ريحكم''(۶۸)

ترجمہ: اور آپس میں اختلاف نہ کرو کہ تم پست ہمت ہو جاؤ اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے۔''(۶۹)

حالانکہ اسلام کا مطلب ہی امن ہے لیکن یہاں امن کی دھجیاں بکھیری جارہی ہیں۔ امام بارگاہیں، مساجد محفوظ نہیں۔ شیعہ، سنی، وہابی اور دیو بندی بریلوی کی جنگ لوگوں کو مذہب سے دوری پیدا کرنے کا سبب ثابت ہورہی ہے ۔ ایسا کرنا کسی بھی طرح سے قومی واسلامی تشخص کی سلامتی کا ضامن نہیں اگر ایسی فرقہ وارانہ اور تعصبانہ فضا قائم رہی تو پاکستان کے مطلب کا فروغ کہاں تک ممکن ہوگا؟ اسلام نے تمام مسلمانوں کو اسلامی اخوت کی لڑی میں پرو دیا تا کہ باہمی اختلافات وفسادات کا قلع قمع ہو سکے۔ ارشاد ذوالجلال:

''انما المومنون اخوة فاصلحوا بين اخويكم واتقوا الله لعلكم ترحمون.''(۷۰)

ترجمہ: مسلمان جو ہیں سو بھائی ہیں سو ملا دو اپنے دو بھائیوں کو اور ڈرتے رہو اللہ سے شاید تم پر رحم ہو۔(۷۱)

لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے ہم نے اسلام کی تعلیمات کو پس پشت کر دیا۔ حصول پاکستان کی اصل روح کو جسم سے الگ کر دیا اور جب جسم میں روح ہی باقی نہ رہے تو جسم اپنے وجود کو قائم کس طرح رکھ سکتا ہے ۔ وہ تو مردہ ہے یہی وجہ ہے کہ وہ مسلمان جو ایک دوسرے کی تکلیف کو اپنی تکلیف سمجھتے ہوئے بے سکون ہو جایا کرتا ہے وہی

Scanned by CamScanner

مسلمان ایک دوسرے کے لیے مسائل پیدا کر رہے ہیں ۔ ہر روز اخبارات میں قتل وغارت، چوری، ڈاکہ زنی وغیرہ کی بے شمار گھناونی قسم کی وارداتوں کا پتہ چلتا رہتا ہے ۔جس سے اسلامی معاشرہ، اسلامی اقدار ،اسلامی تعلیمات کے استحکام میں رکاوٹ پیدا ہوجاتی ہے ۔ایک خاندان میں قتل کا ایک واقعہ ہوا تو اس ایک قتل پر کئی قتل ہوتے ہیں۔ ایک سے سہواً غلطی ہوئی تو اس پر زیادتیوں کے پہاڑ ڈھائے جاتے ہیں ۔ آپؐ کے اسوہ حسنہ سے جو ہمیں عفو ودرگزر صبر وشکر کا درس ملتا ہے ۔ اس کے حصول کے لیے ہم عاری ہوچکے ہیں۔ حضورؐ نے ''تو اپنے چچا امیر حمزہؓ کے قاتل وحشی کو معاف کردیا ۔ ہبار بن الاسود جس نے آپؐ کی صاحبزادی حضرت زینبؓ پر حملہ کیا تھا اور ان کی موت واقع ہوگئی تھی۔ اس کو بھی معاف کردیا۔'' (۷۲) آپؐ کے سفر ہجرت کے دوران سراقہ انعام کے لالچ میں آپؐ پر حملہ کرنے کے لیے آگے بڑھا گھوڑے کے پاؤں زمین میں دھنسنے لگے تو فوراً معافی کے لیے درخواست کی ۔آپؐ نے معاف کردیا اور ساتھ یہ الفاظ بھی کہے:

''کیف بک یا سراقة اذاتسورت بسواری کسری''(۷۳)

ترجمہ: اے سراقہ ! اس وقت تیری کیا شان ہوگی جب تجھے کسری کے کنگن پہنائے جائیں گے۔''

اور بعض کتب میں یہ الفاظ منقول ہیں:

کیف بک اذا لبست سواری کسریِ''(۷۴)

ترجمہ: تیری کیا شان ہوگی جب تو کسریٰ کے سونے کے کنگن پہنے گا۔''

اس بات کو کئی سال گزر گئے جب حضرت عمرؓ کا دور خلافت آیا اور آپؓ کے دور میں ایران فتح ہوا تو حضرت عمرؓ نے مال غنیمت کے انبار میں سے سونے کے کنگنوں کو تلاش کیا اور انہیں سراقہ کے ہاتھوں میں پہنا دیا اور فرمایا کہ حضورؐ نے اسے ان کنگنوں کی بشارت دی تھی ۔(۷۵) اس ضمن میں امام شافعیؒ فرماتے ہیں:

Scanned by CamScanner

''وانما البسهما سراقة لان النبی ﷺ قال لسراقة و انظر الی ذراعیه: کانی بک قد لبست سواری کسریٰ''(۷۲)

ترجمہ: حضرت عمرؓ نے حضرت سراقہؓ کو وہ دونوں کنگن پہنائے کیونکہ حضور نبی اکرمؐ نے سراقہ کے بازو دیکھ کر فرمایا تھا۔میں ان بازوؤں میں کسریٰ کے سونے کے کنگن پہنے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔''

چاہیے تو یہ تھا کہ پاکستان کے حصول کے بعد ہم لوگ آپؐ کے اسوہ پر مکمل عمل پیرا ہو کر پاکستان میں استحکام معاشرہ کے لیے کام کرتے۔فرقہ وارانہ اور علاقائی تعصبات سے آزاد ہوتے ۔ہماری زندگی کے تمام مراحل میں اسلامی تعلیمات کی جھلک نظر آتی اور زیور تعلیم سے آراستہ ہوتے مگر ہم لوگ قیام پاکستان کے اصل اسباب ومحرکات کو بھول چکے ہیں۔تحریک پاکستان کے اصل مقاصد کو کھو چکے ہیں۔ ہر آقا اپنے ماتحت پر، ہر بڑا اپنے چھوٹے پر اور ہر نگران اپنے زیر اثر پر ظلم ڈھا رہا ہے۔حقوق کی پامالی کر رہا ہے۔اگر بڑا ہی اپنے چھوٹے پر آقا اپنے غلام پر اور حکمران اپنی رعایا پر ناانصافیوں کے انبار لگا دے تو پھر باقی ملک کا کیا حال ہوگا؟

بقول سعدی شیرازی کہ اگر کوئی بادشاہ ایک سیب کسی کا کھالے گا تو غلام تو اس درخت کو جڑ سے بھی اکھاڑ دیں گے ۔

''آوردہ اند کہ نوشیرواں عادل را درشکار گاہی صیدی کباب کردند و نمک نبود ۔غلامی بروستا رفت تا نمک آرد، نوشیرواں گفت۔نمک بقیمت بستان تارسمی نشود ودہ خراب نگردد۔ گفتند ازیں قدر چہ خلل زاید؟ گفت بنیاد ظلم در جہان اول اندکی بودہ است ہر کہ آمد برو مزیدی کرد۔تابدین غایت رسیدہ۔

اگر زباغ رعیت ملک خورد سیبی۔ برآورند غلامان او درخت از بیخ بیخ

بیضہ، کہ سلطان روادارد۔ زنند لشکر یانش ہزار مرغ بسیخ" (۷۷)

کہتے ہیں کہ نوشیرواں عادل کے لیے ایک شکار گاہ میں کباب کر رہے تھے اور نمک نہ تھا۔ ایک غلام کو گاؤں کی جانب بھیجا تا کہ نمک لے آئے نوشیرواں نے کہا کہ نمک قیمت ادا کر کے لانا تا کہ اس بات کی رسم نہ بن جائے اور گاؤں خراب ہو جائے۔ انہوں نے کہا اس قدر تھوڑے سے نمک سے کیا خلل واقع ہوتا ہے؟ اس نے کہا اس دنیا میں ظلم کی بنیاد بہت چھوٹی سی تھی۔ جو کوئی آتا گیا ظلم میں اضافہ ہی کرتا گیا حتیٰ کہ اس کی حد یہاں تک پہنچ گئی (یعنی ظلم عام ہوگیا۔)

اگر کسی باغ سے کوئی بادشاہ ایک سیب کھائے گا تو غلام اس درخت کو ہی جڑ سے اکھاڑ کر لے جائیں گے۔ اگر بادشاہ پانچ انڈوں کے برابر ظلم وستم روا رکھے گا تو اس بادشاہ کے سپاہی ہزار مرغ سیخ پر کباب بنالیں گے۔ (۷۸)

حکمران طبقہ کا یہ فرض ہے کہ اس بات کو یقینی بنایا جائے جس سے کسی بھی طبقہ کے انسانوں کے حقوق کی پامالی نہ ہونے پائے اور ہر اس طبقہ کے لوگوں سے آہنی ہاتھوں نپٹا جائے جو مذکورہ اصول وضوابط کی خلاف ورزی کرے تا کہ ملک میں ایسی فضا قائم ہو سکے جس میں کمزور سے کمزور کو بھی حق تلفی پر بولنے کی اجازت ہو۔

حضرت عمر فاروق نے اپنے دور خلافت میں حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کو خط لکھا جو کہ با اختیار لوگوں کی رہنمائی کے لیے کافی ہے۔

الزم اربع خصال لیسلم لک دینک وتحظ بافضل حظک۔

ا۔ اذا حضر الخصمان فعلیک البینات العدول او الایمان القاطعۃ

Scanned by CamScanner

۲۔ثم ذن للضعیف حتی ینبسط لسانہ تجتری قلبہ

۳۔وتعاہد الغریب، فانہ اذا طال حبسہ ترک حاجتہ وانصرف الی اہلہ

۴۔واحرص علی الصلح مالم یبین لک القضاء(۷۹)

اگر تم چار عادتوں کو خوب پختگی کے ساتھ اپنا لو تو تمہارا دین بھی سلامت رہے گا اور تم اپنی قسمت کے بہترین حصہ سے فیض یاب بھی ہوتے رہو گے۔

۱۔جب فریقین تمہارے پاس آئیں تو تم صرف عادلانہ ثبوت یا پختہ قسموں پر ہی فیصلہ کرو۔

۲۔پھر جو کمزور ہو اس کو بولنے کی اجازت دو تا کہ اس کی زبان کھلے اور اس کے دل میں جرأت پیدا ہو۔

۳۔پردیسی کا خیال رکھو۔اس لیے کہ اگر اس کو زیادہ (انتظار کی وجہ سے) ٹھہرنا پڑے تو وہ اپنی ضرورت کو (ادھورا) چھوڑ کر اپنے گھر واپس چلا جائے گا۔

۴۔جب تک (سماعت مکمل ہونے کی وجہ سے) فیصلہ واضح نہ ہو جائے اس وقت تک مصالحت کی کوشش کرتے رہو۔(۸۰)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس مضمون کے مراسلے دوسرے حکام کو بھی ارسال فرماتے تاکہ رعیت و نگران کے حقوق و فرائض کی نشان دہی ہو سکے۔

ملک پاکستان جن عظیم قربانیوں کے بعد معرض وجود میں آیا۔ان کا تقاضا یہ ہے کہ اس میں بسنے والے تمام مدارج کے لوگ اپنے اپنے حقوق و فرائض سے شناسائی حاصل کریں اور یہ اس وقت ہی ممکن ہو سکتا ہے جب تمام لوگ اعلیٰ تعلیم کے زیور سے آراستہ ہوں کیونکہ تعلیم ہی اصل میں تزکیہ نفس اور اصلاح باطن کی ضامن ہے اور اس سے ہی ملک کے باشندے اچھے شہری اور اچھے مسلمان بن سکتے ہیں۔ وہ تقویٰ ایفائے عہد، عصمت و عفت ،ایثار و قربانی اخلاق و مروت، ہمدردی و اخوت ،صلہ رحمی اور دیگر محاسن سے

Scanned by CamScanner

آراستہ ہو سکتے ہیں۔

تعلیم ہی اصل میں اخلاق ساز قوت کا کام کرتی ہے۔ فرد کی آزادی، احترام انسانیت اور آخرت میں جواب دہی کا جذبہ بھی یہ تعلیم ہی پیدا کرتی ہے۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے ہمارے ملک میں کیسی تعلیم ہونی چاہیے؟

عرض یہ ہے یہاں ایسی تعلیم دی جائے جو نسل پرستی اور گروہی مفاد پرستی سے بالاتر ہو تعلیم کا تعلق نظریاتی اور قومی یکجہتی سے ہے جو دور حاضر میں بقا اور تحفظ کے اہم لوازمات میں سے ہیں۔ ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم موجودہ نسل اور آئندہ آنے والی نسلوں کو دشمنوں کی پیدا کردہ گمراہی سے بچائیں اور اپنی درخشندہ روایات کو بھلانے نہ دیں۔ ہمیں قوم کو ایسے خطرات سے خبردار کرنا ہوگا جو یہودی اور یورپی لابی نے مسلمان امت کے لیے پیدا کر دیے ہیں۔ ہمیں سائنس اور ٹیکنالوجی میں دسترس حاصل کرنا ہوگی۔ تاکہ ہم خودکفیل ہوں ہمیں غنڈہ گردی اور دہشت گردی کی بجائے امن عامہ کا خیال رکھنا ہوگا۔ تاکہ ہمارے ملک پاکستان اور اس کی عظیم درسگاہیں امن کا گہوارہ بن جائیں۔ اس سے ملک ترقی کی راہ پر گامزن ہوگا۔ حصول پاکستان کے عظیم مقاصد کی تکمیل ہوگی۔ ارض پاکستان کی آبیاری چونکہ شہدا کے خون سے ہوئی ہے۔ ان شہدا کی قربانیوں کا تقاضا بھی یہ ہے کہ جس عزم و جذبہ سے اس پودے کی نشوونما کی انہی مقاصد کے تحت اس کو جوان اور صحت مند ہی رکھا جائے۔

تحریک پاکستان کے دوران مادر وطن ارض پاکستان کی آزادی کی جدوجہد میں لاکھوں انسانوں نے حصہ لیا اور اپنی زندگیاں قربان کیں۔ ان شہیدوں، مجاہدوں، دانشوروں اور محنت کشوں کے نام جنھوں نے اپنی قربانیوں کے صلے میں یہ خوب صورت آزاد دھرتی ہمیں دی ہے۔

سب کہاں کچھ لالہ گل میں نمایاں ہو گئیں
خاک میں کیا صورتیں ہوں گی کہ پنہاں ہو گئیں

❖❖❖❖❖❖❖

Scanned by CamScanner

حواشی

مضمون: قیام پاکستان کا تاریخی پس منظر۔ڈاکٹر ظفر اسحٰق۔جسارت : ۲۳ مارچ ۱۹۷۹ء

۱۔ تاریخ پاکستان، یحییٰ امجد، وسطی عہد: ص۴۶۰

۲۔ تاریخ فرشتہ، فرشتہ، اردو ترجمہ عبدالحئی جلد و اول: ص ۹۷۔۹۸

۳۔ تاریخ فیروز شاہی، برنی ضیاء الدین اردو ترجمہ ڈاکٹر سید معین الحق: ص ۱۱۱

۴۔ تاریخ شاہی، یادگار احمد، اردو ترجمہ سید نذیر نیازی: ص ۲۰۷

۵۔ ارض پاکستان کی تاریخ، رشید اختر ندوی: جلد۲: ص۷۲

۶۔ ایضاً: ص ۸۰

۷۔ ہندو فلسفہ مذہب اور نظام معاشرت، ڈاکٹر سید حامد حسین: ص۳۱۳

۸۔ ارض پاک تخلیق پاکستان کی منظوم داستان، اکرم علی اختر: ص ۱۸

۹۔ الادب العربي، الدکتور عناد غزوان، الدکتور نوری حمودی علی، للصف الخامس الادبی

الطبعة السادسة، ص: ۳۱۲

۱۰۔ کلام الشاعرین (شوقی و حافظ)، پروفیسر ایف آئی ملک، ص: ۶۱

۱۱۔ پیام مشرق، علامہ محمد اقبال، ص ۲۷

۱۲۔ خیابان فارسی، شرح پیام مشرق، مترجم اصغر علی، ص: ۱۳۴، ندیم یونس پرنٹرز لاہور

۱۳۔ شاہ ولی اللہ اور ان کی سیاسی تحریک، عبیداللہ سندھی، ص: ۲۲۸۔۲۳۲

۱۴۔ تزک تیموری، امیر تیمور، اردو ترجمہ سید ابوالہاشم ندوی، ص: ۱۰۴

۱۵۔ تاریخ تمدن ہند، محمد مجیب، ص: ۹۷

۱۶۔ اردو زبان کی قدیم تاریخ، عین الحق فرید کوٹی، ص: ۱۸۷

۱۷۔ تحریک پاکستان ڈاکٹر ایس معین الحق، تحریک پاکستان پر ایک انٹرویو، مطبوعہ گورنمنٹ نیشنل کالج کراچی، ص: ۳۷۔۴۰

Scanned by CamScanner

۱۹۔ تاریخ علی گڑھ، آل پاکستان ایجوکیشنل کانفرنس کراچی باراول ،۱۹۸۱ء،ص:۱۸۹
۲۰۔ سنٹرل نیشنل محمڈن ایسوسی ایشن کی کمیٹی کی رپورٹ ۱۸۸۵ء۔۱۸۸۸ء، ص:۲۱۔۲۲،
امیر علی دیاددداشتیں،اسلامک کلچر(iv) (۱۹۳۲ء) ص ۳۳۶ تا ۳۵۱(ii)رام گوپال۔
طفیل احمد۔۱۵۲

۲۱۔ اقبال کا خطبہ صدارت بہ مقام الہ آباد مسلم لیگ کے اجلاس ۱۹۳۵ء ، میں عنوان
مضمون"Struggle for freedom(آزادی کی جدوجہد) ۱۸۵۷ء تا ۱۹۴۷ء
کراچی ۱۹۵۸ءضمیمہ (iv) ۱۳

۲۲۔ ڈبلیو۔ڈبلیو ہنٹر دی انڈین مسلمان ،ص۲۱۷۔۱۸۷۱ء
۲۳۔ قائداعظم اور آزادی کی تحریک۔ جیلانی کامران مجلس ترقی ادب ، لاہور،۱۹۹۰ء،
ص:۴۰

۲۴۔ آب کوثر،محمد اکرام شیخ،جدید اشاعت ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور،طبع دوم،ص:۱۷
۲۵۔ برصغیر میں اسلامی کلچر، ڈاکٹر جمیل جالبی،ص۴۱۶، ادارہ ثقافت اسلامیہ، لاہور
۲۶۔ مسلم لیگ کا دور حکومت ،صفدر محمود، غالب پبلشرز لاہور،۱۹۸۳ء،ص:۱۷
۲۷۔ ایضاً

۲۸۔ قدیم ہندوستان کی ثقافت وتہذیب تاریخی پس منظر میں ۔ ڈی ۔ڈی کوسمبی، فیس
بکس الوہاب مارکیٹ اردو بازار، لاہور، ۱۹۸۹ء،ص:۱۱۴
۲۹۔ اردو تنقید میں پاکستانی تصور قومیت ، ڈاکٹر روبینہ شاہین،ص ۹۵
۳۰۔ ایضاً،ص ۹۶

۳۱۔ ڈاکٹر روبینہ شہناز بحوالہ قائداعظم اور آزادی تحریک،ص:۳۳
۳۲۔ ارنسٹ ریناں۔ Ques.st Qu'une Nation? ص ۲۶ تا ۲۷، پیرس ۱۸۸۲ء
۳۳۔ ایضاً،ص ۲۷

۳۴۔ تعصاب، فتح محمد ملک، مکتبہ فنون لاہور، ۱۹۷۳ء، ص: ۹۷

۳۵۔ اقبال کا خطبہ صدارت بمقام الہ آباد مسلم لیگ کے اجلاس ۱۹۳۰ء Struggle for Freedom (آزادی کی جدوجہد) ۱۸۵۷ء تا ۱۹۴۷ء کراچی، ۱۹۵۸ء ضمیمہ (iv) ۱۵ تا ۱۶

۳۶۔ خطبات سرسید، ڈاکٹر تبسم کاشمیری، مکتبہ عالیہ لاہور، ۱۹۷۷ء، ص ۱۹

۳۷۔ خطبہ صدارت، اقبال ۱۶ تا ۱۷

۳۸۔ اقبال کے خطوط جناح کے نام (Strurggle for Independence)
(جدوجہد آزادی) ضمیمہ (۷) ۳۵

۳۹۔ ایضاً ص ۳۶

۴۰۔ ایضاً ص ۳۳۔۳۴

۴۱۔ ایضاً ص ۳۶ (جناح کا مقدمہ ۲۹)

۴۲۔ ارض پاک، ص ۴۶۔۴۷

۴۳۔ قرارداد مقاصد سے اسلامی قانون تک، ڈاکٹر حفیظ الرحمان، طاہر سنز لاہور، ۱۹۸۸ء، ص ۱۷

۴۴۔ ارض پاک، عنوان علامہ اقبال کے حضور، ص ۴۸

۴۵۔ قرارداد لاہور کی توجیہہ، پیر علی محمد راشدی، روزنامہ جنگ کراچی، ۸ مئی ۱۹۷۲ء

۴۶۔ قائداعظم اور آزادی کی تحریک، ص ۵۰

۴۷۔ تاریخ خان جہانی و مخزن افغانی، خواجہ نعمت اللہ ترجمہ ڈاکٹر محمد بشیر حسین، ص ۹۷

۴۸۔ تاریخ پنجاب، محمد لطیف، ص ۲۳۴، ۱۹۸۲ء

۴۹۔ افکار سیاسی، صلاح الدین، لاہور، ۱۹۷۳ء، ص: ۱۱۷

۵۰۔ افکار قائداعظم، مرتب محمود عاصم، مکتبہ عالیہ لاہور، ص ۷

۵۱۔ مسلم سیاست برصغیر پاک و ہند میں (Muslim Politice in the Ind Pakistan sub continent) منیر الدین، آکسفورڈ یونیورسٹی، ۱۹۶۰ء، ص ۲۴۱

Scanned by CamScanner

۵۲۔ پاکستان یا ہندوستان کی تقسیم (Pakistan or the partition of India)
بی آر آمبیدکر

۵۳۔ پارلیمنٹری گورنمنٹ ان انڈیا، بی پی رے کلکتہ، ۱۹۴۷ء، ص:۳۶۶، بمبئی ضمیمہ (xii)
۱۹۴۶ء، ص ۴۲۸ تا ۴۳۵

۵۴۔ Draft Declaration for discussion with Indian Leaders (کرپس تجاویز مارچ ۱۹۴۲ء)

۵۵۔ ہندوستانی دستور کے ضمن میں تقاریر اور دستاویزات (Speeches and documents on the Indian constitution) پی سی۔ جوشی ۱۹۲۱ء تا ۱۹۴۷ء

۵۶۔ انڈیا ونز فریڈم، ابوالکلام آزاد، کلکتہ ۱۹۵۹ء، ص ۱۵۵

۵۶۔ موج کوثر، محمد اکرام شیخ، جدید اشاعت ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور ۱۹۸۸ء، ص:۱۲۷

۵۷۔ تاریخ پنجاب، مقدمہ کلب علی خان، لال کنہیا مجلس ترقی ادب لاہور، ۱۹۸۱ء، ص ۵۔۷

۵۸۔ سرونسٹن چرچل برطانیہ میں اس وقت حزب اختلاف کے رہنما تھے۔

۵۹۔ تاریخ سندھ، اعجاز الحق قدوسی، ج/۱، اردو سائنس بورڈ، لاہور، ص ۷

۶۰۔ دی ہندو مسلم پرابلم ان انڈیا، سی منشرت، آکسفورڈ یونیورسٹی، ۱۹۵۶ء، ص ۶۰

۶۱۔ Now or Never چوہدری رحمت علی کیمبرج، ۱۹۳۳ء، ص ۱۔۳

The millat of Islam and the meanace of Indianism، چوہدری رحمت علی، کیمبرج ۱۹۴۰ء، ص ۱ تا ۴

The Millat and the Mission کیمبرج ۱۹۴۲ء، ص ۱۔۸۱

They must Meet Again پی سی، جوشی، بمبئی ۱۹۴۵ء

"Pakistan and Indian National Unity" جی۔ ادھکاری، لندن ۱۹۴۲ء

Scanned by CamScanner

"The Culturl Future of India" ایس اے لطیف، بمبئی ۱۹۳۸ء

"A Federation of Cultural Zones for India" سکندر آباد، ۱۹۳۸ء

"Muslim Problems in India" پیش لفظ از عبداللہ ہارون، بمبئی، ۱۹۳۹ء

"Outlines of a Scheme of Indian Federation" سکندر حیات خانؒ لاہور، ۱۹۴۹ء

۶۲۔ ارض پاک (چوہدری رحمت علی مرحوم کی نذر) ۱۹۹۴ء، ص ۱۱

۶۳۔ چوہدری اکرم علی اختر اپنی کتاب 'ارض پاک' کے ص ۵۳ پر لکھتے ہیں کہ اس سے مراد چوہدری رحمت علی ہیں۔ فرماتے ہیں کہ پاکستان کا نام سب سے پہلے چوہدری رحمت نے ہی تجویز کیا۔ آپ اس وقت لندن میں زیر تعلیم تھے اور آپ کا مزار بھی وہیں پر ہے۔

۶۴۔ ارض پاک، ص ۶۰

۶۵۔ ایضاً ص ۶۱

۶۶۔ القرآن، آل عمران ۱۰۳

۶۷۔ تفہیم القرآن، ابوالاعلیٰ مودودی، جلد اول، ص ۲۷۶

۶۸۔ القرآن: الانفال: ۴۶

۶۹۔ تدبر قرآن، امین احسن اصلاحی، جلد ۳: ص ۴۷۹

۷۰۔ القرآن: الحجرات ۱۰

۷۱۔ احسن التفاسیر اردو، سید احمد احسن، جلد ششم ہفتم، ص ۲۵۷

۷۲۔ تاریخ اسلام محمد عبداللہ، اقبال انور پرنٹر، لاہور، ۱۹۹۶ء، ص ۱۸۱

۷۳۔ انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون حلبی، جلد ۲، ص: ۲۲۱

۷۴۔ الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، ابن عبدالبر، جلد ۲، ص ۵۸۱

تہذیب الاسماء واللغات، نووی، جلد ۱، ص ۲۰۵

Scanned by CamScanner

الاصابۃ فی تمییز الصحابہ، جلد۳،ص ۴۱

فیض القدیر، مناوی، جلد ۳،ص ۴۹۹

۷۵۔ الحکم الشرعی، ڈاکٹر محمد طاہر القادری، تحقیق و تدوین محمد ممتاز الحسن، لاہور،۲۰۰۴ء، ص ۱۰۳

۷۶۔ الام، ابوعبداللہ محمد بن ادریس الشافعی، جلد ۴، ص ۱۵۷

۷۷۔ گلستان سعدی، سعدی شیرازی، بکوشش، سعید نفسی، کتاب فروشی فروغی تہران ۱۳۴۵ھ، ص ۵۰

۷۸۔ گلستان سعدی، ترجمہ محمد سرفراز ظفر، ادارہ معارف نوشاہیہ، مرکز تحقیقات فارسی، ایران و پاکستان، جولائی ۱۹۸۵ء، ص: ۱۰۷

۸۰۔ جمھرۃ رسائل العرب فی العصور العربیہ الزاہرۃ، احمد ذکی صفوت، جلد اول، طبع قاہرہ ۱۹۳۷ء، ص ۲۵۱

۸۱۔ اسلام کا انتظامی قانون، ڈاکٹر لیاقت علی خان نیازی، ۲۰۰۱ء، ص: ۱۴۶

مصادر و مراجع

۱۔ احسن التفاسیر، سید احمد حسن، مکتبہ سلفیۃ شیش محل، روڈ لاہور، طبع سوم ۱۹۹۴ء

۲۔ ارض پاکستان کی تاریخ، رشید اختر ندوی، مطبوعہ رشید اختر ندوی (مرحوم) ۱۹۸۶ء، سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۵ لوئر مال لاہور

۳۔ ارض پاک، اکرم علی، مطبع جسارت پرنٹرز سرکلر روڈ لاہور، ستمبر ۱۹۹۴ء

۴۔ اردو تنقید میں تصوف قومیت (مقالہ پی ایچ ڈی غیر مطبوعہ) ڈاکٹر روبینہ شہناز، نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگوئجز اسلام آباد، جولائی ۲۰۰۴ء

۵۔ اردو زبان کی قدیم تاریخ، عین الحق فرید کوٹی، اورینٹ ریسرچ سنٹر طارق کالونی ملتان روڈ، لاہور، طبع اول ۱۹۷۲ء، طبع سوم جولائی ۱۹۸۸ء

۶۔ افکار سیاسی، صلاح الدین، عزیز بک ڈپو، چوک اردو بازار، لاہور، طبع دوم مئی ۱۹۷۳ء

۷۔ افکار قائد اعظم، محمود عاصم، مکتبہ عالیہ، لاہور، ۱۹۷۶ء

۸۔ اقبال کا خطبہ صدارت بہ مقام الہ آباد مسلم لیگ کے اجلاس میں ۱۹۳۰ء آزادی کی جدوجہد ۱۸۵۷ء تا ۱۹۴۷ء کراچی ۱۹۵۸ء ضمیمہ (iv) ۱۳

۹۔ اقبال کے خطوط جناح کے نام، جدوجہد آزادی، ضمیمہ (V) ۳۵

۱۰۔ اقبال کا صدارتی خطبہ تشکیل جدید ۱۵۱-۱۲-۱۳

۱۱۔ اسلام کا انتظامی قانون، ڈاکٹر لیاقت علی خان نیازی، دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری، نسبت روڈ، لاہور، ستمبر ۲۰۰۱ء

۱۲۔ آب کوثر، محمد اکرام شیخ، جدید اشاعت ادارہ ثقافت اسلامیہ ۲ کلب روڈ، لاہور، ۱۹۸۸ء

۱۳۔ الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، ابن عبدالبر، ابو عمر یوسف بن محمد، بیروت، لبنان، دارالجیل، ۱۴۱۲ھ/۱۹۹۲ء

۱۴۔ الاصابہ فی تمییز الصحابہ، احمد بن علی بن محمد بن علی بن احمد عسقلانی دارالجیل، بیروت، لبنان، ۱۴۱۲ھ/۱۹۹۲ء

۱۵۔ الحکم الشرعی، ڈاکٹر محمد طاہر القادری، تحقیق و تدوین، محمد ممتاز الحسن، منہاج القرآن پبلی کیشنز ۳۶۵، ایم ماڈل ٹاؤن، لاہور، اپریل ۲۰۰۴ء

۱۶۔ الام، امام ابوعبداللہ محمد بن ادریس الشافعی، الناشر، دارالفکر بیروت لبنان

۱۷۔ انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون، حلبی، دارالجیل بیروت لبنان

۱۸۔ الادب العربی، الدکتور عناد غزوان الدکتور نوری حمودی علی، للصف الخامس، الادبی، الطبعۃ السادسۃ، ۱۳۹۷ھ، مطبعۃ السعدون، بغداد

۱۹۔ برصغیر میں اسلامی کلچر، عزیز احمد ترجمہ ڈاکٹر جمیل جالبی، ادارہ ثقافت اسلامیہ ۲ کلب روڈ لاہور

۲۰۔ پیام مشرق، علامہ محمد اقبال، کتابفروشی فروغی تہران

Scanned by CamScanner

۲۱۔ پاکستان یا ہندوستان کی تقسیم، بی آر امبید خطبہ، بمبئی ۱۹۴۶ء ضمیمہ Xii

۲۲۔ تاریخ پاکستان یحییٰ امجد، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، ۱۹۹۷ء

۲۳۔ تاریخ فرشتہ، محمد قاسم فرشتہ، اردو ترجمہ عبدالحئی، مطبوعہ شیخ غلام علی اینڈ سنز لمیٹڈ پبلیشرز ادبی مارکیٹ، چوک انارکلی لاہور

۲۴۔ تاریخ فیروز شاہی، ضیاء الدین برنی، اردو ترجمہ، ڈاکٹر سید معین الحق، مطبوعہ اردو سائنس بورڈ ۲۹۹۔ اپر مال لاہور، ۱۹۶۹ء، ص ۱۹۸۳ء

۲۵۔ تاریخ شاہی، یادگار احمد، اردو ترجمہ سید نذیر نیازی، مطبوعہ اردو سائنس بورڈ، لاہور، مارچ ۱۹۸۵ء

۲۶۔ تاریخ علی گڑھ تحریک، آل پاکستان ایجوکیشنل کانفرنس کراچی، بار اول ۱۹۸۱ء

۲۷۔ تاریخ تمدن ہند، محمد مجیب، پاکستانی اشاعت پروگریسو بکس ۴۰ بی اردو بازار لاہور، ۱۹۴۶ء

۲۸۔ تاریخ پنجاب، لال کنہیا، مقدمہ کلب علی خان فائق، مطبوعہ مجلس ترقی ادب، کلب روڈ لاہور، ۱۹۸۱ء

۲۹۔ تاریخ پنجاب محمد لطیف، طبع جدید سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور۔ ۱۹۸۲ء

۳۰۔ تاریخ خان جہانی ومخزن افغانی، نعمت اللہ ہروی اردو ترجمہ ڈاکٹر محمد بشیر مطبوعہ اردو سائنس بورڈ لاہور اگست ۱۹۷۸ء، ستمبر ۱۹۸۶ء

۳۱۔ تاری اسلام، محمد عبداللہ، مطبع اقبال انور پرنٹرز لاہور، ۱۹۹۶ء

۳۲۔ تاریخ سندھ، اعجاز الحق قدوسی، مطبوعہ اردو سائنس بورڈ لاہور

۳۳۔ تحریک پاکستان۔ ڈاکٹر ایس معین الحق، تحریک پاکستان پر ایک انٹرویو، مطبوعہ گورنمنٹ نیشنل کالج کراچی

۳۴۔ تزک تیموری، امیر تیمور، اردو ترجمہ سید ابوالہاشم ندوی مطبوعہ سنگ میل پبلی کیشنز لاہور، ۱۹۶۵ء

Scanned by CamScanner

۳۵۔ تدبر قرآن، امین احسن اصلاحی، مطبع مکتبہ جدید پریس لاہور ناشر ادارہ فاران فاؤنڈیشن، ۱۲۲ فیروز پور روڈ اچھرہ لاہور (پاکستان) مئی ۱۹۸۳ء، شعبان ۱۴۰۳ھ

۳۶۔ تفہیم القرآن، ابوالاعلیٰ مودودی، ناشر ادارہ ترجمان القرآن لاہور، نومبر ۱۹۸۲ء

۳۷۔ تعصبات، فتح محمد ملک، مکتبہ فنون لاہور، جون ۱۹۷۳ء

۳۸۔ تہذیب الاسماء و اللغات، ابوزکریا یحییٰ بن شرف بن مری بن حسن بن حسین بن محمد بن جمعہ بن حزام نوی، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان، ۱۲۳۳ھ

۳۹۔ جمہرۃ رسائل العرب فی العصور العربیہ الزاہرہ قاہرہ ۱۹۳۷ء

۴۰۔ خطبات سرسید، ڈاکٹر تبسم کاشمیری، مکتبہ عالیہ لاہور، ۱۹۷۷ء

۴۱۔ خیابان فارسی، شرح پیام مشرق اردو ترجمہ، اصغر علی، ندیم یونس پرنٹرز لاہور

۴۲۔ سنٹرل نیشنل محمڈن ایسوسی ایشن کمیٹی کی رپورٹ، امیر علی

۴۳۔ شاہ ولی اللہ اور ان کی سیاسی تحریک، عبیداللہ سندھی، لاہور، ۱۹۵۲ء

۴۴۔ فیض القدیر شرح الجامع الصغیر، عبدالرؤف مناوی، مکتبہ تجاریہ کبری مصر ۱۳۵۶ھ

۴۵۔ قدیم ہندوستان کی ثقافت وتہذب، ڈی۔ڈی کوسمبی، فینس بکس الوہاب مارکیٹ اردو بازادر، لاہور ۱۹۸۹ء

۴۶۔ قرارداد لاہور کی توجیہہ، پیر علی محمد راشدی، روزنامہ جنگ کراچی، ۸ مئی ۱۹۷۲ء

۴۷۔ قرارداد مقاصد سے اسلامی قانون تک، ڈاکٹر حفیظ الرحمٰن صدیقی، ناشر طاہر سنز اردو بازار کراچی، اشاعت اول اپریل ۱۹۸۱ء اشاعت دوم اکتوبر ۱۹۸۸ء

۴۸۔ قائداعظم اور آزادی کی تحریک، جیلانی کامران، مجلس ترقی ادب لاہور، ۱۹۹۰ء

۴۹۔ قیام پاکستان تاریخی پس منظر، ڈاکٹر ظفر الحق انصاری، جسارت ۲۳ مارچ ۱۹۷۹ء

۵۰۔ کلام الشاعرین، احمد شوقی، بک محمد حافظ ابراہیم، ترجمہ ایف۔آئی ملک، مکتبہ اعوان منزل پنڈدادن خان ۵ جوری ۱۹۹۲ء، ۲۹ جمادی الآخر ۱۴۱۲ھ

Scanned by CamScanner

۵۱۔ گلستان سعدی بکوشش سعید نفیسی، تالیف ابومحمد عبداللہ بن مشرف بن مصلح بن مشرف سعدی شیرازی، کتابفروشی فروغی تہران

۵۲۔ گلستان سعدی اردو ترجمہ محمد سرفراز ظفر، ادارہ معارف نوشاہیہ، مرکز تحقیقات فارسی ایران، پاکستان، شوال ۱۴۰۵ھ/جولائی ۱۹۸۵ء

۵۳۔ مسلم لیگ کا دور حکومت، صفدر محمود، غالب پبلشرز لاہور، ۱۹۸۳ء

۵۴۔ مسلم سیاست برصغیر پاک و ہند، منیر الدین۔ آکسفورڈ یونیورسٹی، ۱۹۶۰ء

۵۵۔ موج کوثر، محمد اکرام شیخ، جدید اشاعت ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور، ۱۹۸۸ء

۵۶۔ ہندو فلسفہ مذہب اور نظام معاشرت، ڈاکٹر سید حامد حسین، مطبوعہ ترقی اردو بیورو نئی دہلی، ۱۹۸۵ء

۵۷۔ ہندوستانی دستور کے ضمن میں تقاریر اور دستاویزات، پی سی۔ جوشی ۱۹۲۱ء تا ۱۹۴۷ء لندن ۱۹۵۷ء

58. A federation of Cultural Zones for India, S.A Latif Skandarabad 1938.

59. Draft Declaration For Discussion with Indian Leaders, crips, March 1942.

60. India Wins Freedom, Abu-ul-Kalam Azad Calcutta 1959.

61. Now or Never, Ch. Rahmat Ali, Cambrige 1940.

62. Muslim Problems in India, Abdulla haroon, Bambi 1939.

63. Outlines of A scheme of Indian Federatlion Skandar Hyiat Khan Lahore 1939.

Scanned by CamScanner

64. Pakistan and Indian National Unioty, G. Adhkari Lundon 1942.

65. Parliamentory Government in India, B.P.S Rai Calcutta 1943.

66. Que'st ce qu'une Nation, Arnist Reinan Paris 1882.

67. The Millat of Islam and the Menace of Indianism, Ch. Rahmat Ali, Cambridge 1940.

68. The Millat and the Mission, 1942.

69. They Must Meet Again, P.c, Jushi Bambi.

70. The Cultural Future of India, S.A Latif Bambi 1938.

Scanned by CamScanner